پروفیسر کا وفادار کتا

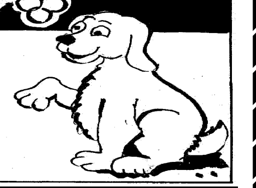

سہیل ارشد

راجابندھ، رانی گنج۔713347، ضلع پچھّم بردوان، مغربی بنگال

ٹوکیو کے شیبویا اسٹیشن کے سامنے اکیتا خطّے کے ایک کتّے کا تانبے کا مجسمہ نصب ہے۔ پائیدان پر ساکت بیٹھے ہوئے کتّے کی نظر اسٹیشن کے ٹکٹ کاؤنٹر پر ٹکی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ یہ کہانی اسی ہاچی کو نامی کتّے کی ہے جس کا مجسمہ وہاں نصب ہے۔

بہت سال پہلے ٹوکیو یونیورسٹی کے شعبۂ زراعت کے پروفیسر اوئے نو ایزابرو کے گھر تین سال کے ایک پلّے کو لایا گیا۔ پروفیسر ہاچی کو بہت عزیز رکھتے تھے اور ہاچی کو بھی پروفیسر صاحب سے بہت مانوس تھا۔

ہر روز جب پروفیسر صاحب یونیورسٹی جانے کے لیے گھر سے نکلتے تو ہاچی کو بلاناغہ ان کے ساتھ گھر کے قریب ہی واقع ریلوے اسٹیشن تک ان کے ساتھ جاتا۔ شام کو جب پروفیسر صاحب کی واپسی کا وقت ہوتا تو وہ پھر ان کو لینے اسٹیشن جاتا تھا۔ کبھی کبھی پروفیسر صاحب کو لوٹنے میں دیر ہوجاتی تو وہ بھی دیر تک اسٹیشن کے سامنے ان کا انتظار کرتا۔

’’یہ ہاچی کو تو ہمارے لیے مصیبت بن گیا ہے۔‘‘ لوگ پریشان ہوکر کہتے تھے۔

اسٹیشن پر آتے جاتے مسافر اس پر ناراض ہوتے تھے، مگر ہاچی کو ان پر بھونکنے یا انھیں کاٹنے کے بجائے سکون اور خاموشی سے پروفیسر صاحب کے لوٹنے کا انتظار کرتا تھا۔

اسی طرح ڈیڑھ سال گزر گئے۔

لیکن ۲۱ رمئی ۱۹۲۵ء کو جب اس نے پروفیسر صاحب کو اسٹیشن پر الوداع کہا تو پھر وہ واپس نہیں آئے۔ وہ یونیورسٹی میں بیمار ہوکے گر پڑے۔ سبھوں نے ان کا علاج کرایا، مگر ان کو بچایا نہ جاسکا۔ پروفیسر صاحب کی موت ہوگئی، مگر ہاچی کو اس حقیقت سے لاعلم تھا۔ شام ہوتے ہی ہاچی کو پروفیسر کا استقبال کرنے کے لیے اسٹیشن پہنچ جاتا تھا اور رات بھر اسٹیشن پر ان کا انتظار کرتا۔ صبح کو وہ مایوس ہوکر گھر آتا۔ اگلی شام کو وہ پھر پروفیسر صاحب کو لینے اسٹیشن پہنچ جاتا تھا۔ ہاچی کو کی اس حالت کو دیکھ کر لوگوں کی آنکھیں بھر آتی تھیں۔ ہاچی کو بیچارہ تنہا رہ گیا تھا۔ ہر روز وہ اسی طرح پروفیسر صاحب کی راہ تکتا تھا۔

پروفیسر کا انتظار کرتے کرتے ہاچی کو کے سات سال گزر گئے اور اس بات کا تذکرہ اخبارات میں ہونے لگا۔ لوگ ہاچی کو سے ہمدردی کا اظہار کرنے لگے۔ بارش کے دنوں میں اسٹیشن کے لوگ ہاچی کو کو وہیں سلادیتے۔ اسی حالت میں دس سال گزر گئے۔ لہٰذا اسٹیشن اور آس پاس کے لوگ اکٹھا ہوئے اور اتفاق رائے سے ہاچی کو تانبے کا مجسمہ لگانے کا فیصلہ کیا۔

ہاچی کو کا مجسمہ نصب ہونے کے بعد بھی وہ پروفیسر کا انتظار کرتا رہا۔ اس طرح بارہ برس گزر گئے۔ انتظار کرتے کرتے وہ بوڑھا ہوگیا۔ وقت کے ساتھ وہ نحیف و لاغر ہوتا گیا۔ ہر روز کمزور جسم کے ساتھ اسٹیشن جانا اس کے لیے دشوار امر تھا پھر بھی وہ کسی طرح اسٹیشن جاتا اور مایوس ہوکر واپس آتا۔

کبھی لوٹ کر نہ آنے والے اپنے محبوب پروفیسر کا انتظار کرتے کرتے آخر ہاچی کو نے ۸ مارچ ۱۹۳۵ء کو اپنے مجسمے کے قریب ہی دم توڑ دیا، لیکن اس کی موت پر مغموم ہونے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ہاچی کو اپنے محبوب پروفیسر کے ساتھ جنت میں ہنسی خوشی رہتا ہے۔ ○○